تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا)۔ پھر تخفیف کی خاطر ہمزہ حذف کیا گیا۔ یا ''النبوۃ'' سے مشتق ہے، جو بلندی کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ انبیائے کرام کا مقام ومرتبہ نہایت بلند ہوتا ہے، اس لیے اس سے مشتق کیا گیا۔

﴿بغير الحق﴾ ناحق کی قید کیوں لگائی؟ اس میں مفسرین کے دو اقوال ہیں:

ا: ان کے اس عمل کی انتہائی قباحت وشناعت کو ظاہر کرنے اور اس جرم کو واضح طور پر ظلم قرار دینے کے لیے یہ قید لگائی ہے۔ کیونکہ انبیاء کا قتل کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

ب: وہ خود انبیاء کرام کے قتل کو ناحق جانتے تھے، اس کے باوجود توحید وسنت اور تقویٰ کی تبلیغ سے تنگ آ کر اس کا راستہ روکنے کی خاطر اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کر بیٹھے۔ حالانکہ یہ پاکباز ہستیاں کسی بھی لحاظ سے ان کا مقابلہ نہیں کرتیں، بلکہ ہر وقت انہیں پورے خلوص سے دنیاوی اور اخروی فوائد سمیٹنے کی تلقین کرتی ہیں۔

﴿ذلک بما عصوا و كانوا يعتدون﴾ ذلک ان کی سابقہ بداعمالیوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ کی آیات شرعیہ وکونیہ کے ساتھ کفر، انبیائے کرام کے قتل کی وجہ سادگی اور ناواقفیت نہیں، حد درجہ نافرمانی اور حدود الٰہی سے تجاوز کی جرأتِ رندانہ تھی۔

﴿بما عصوا و كانوا يعتدون﴾ المعصیة اللہ پاک کی اطاعت سے نکل جانا ہے، خواہ اس کا تعلق حکم کردہ چیز کے ترک سے ہو یا منع کردہ چیز کے ارتکاب سے۔ اعتداء حد سے تجاوز کرنا ہے، خواہ اس کا تعلق دوسرے بندوں کے حقوق ادا نہ کرنے سے ہو یا دوسروں پر زیادتی کرنے سے۔

''معصیت'' اور ''عدوان'' دونوں شرعی اصطلاحات ''ایمان'' اور ''اسلام'' کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی ایک سیاق میں اکٹھے آئیں تو مختلف معانی دیتے ہیں؛ اگر تنہا آئے تو دونوں مترادف ہیں۔

زیر تفسیر آیت میں ''معصیت'' کے معنی ہیں: مأمورات کی بجا آوری نہ کرنا اور ''اعتداء'' کے معنی ہیں: مأمورات میں حد سے تجاوز کرنا۔ جس طرح امت محمدیہ کے بہت سے فرقے ''بدعات'' میں مبتلا ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ''معصیت'' مأمورات کو ترک کرنا اور ''عدوان'' منہیات کا ارتکاب کرنا ہے۔ واللہ أعلم

حوالہ: [الطبری، القرطبی، البغوی، ابن کثیر، الشوکانی، السعدی، ابن العثیمین، التفسیر الصحیح]

درس حدیث شریف

شرک، قتل ناحق اور بدکاری کی سنگینی

ابو محمد عبدالوہاب خان

عن عبداللّٰهِ بن مسعود ﷛ قال سألتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ: أيُّ الذنبِ أعظمُ عندَ اللّٰهِ؟ قال رسولُ اللّٰهِ: "أنْ تجعلَ للّٰهِ نِدًّا وهو خلقَكَ" قلتُ: ثمَّ أيٌّ؟ قال: أن تقتُلَ وَلَدَكَ خشيةَ أن يُطْعَمَ معَكَ" قلتُ: ثم أيٌّ؟ قال: "أن تزنِيَ حليلةَ جارِكَ. فأنزلَ اللّٰهُ تصديقَ ذلك ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ [الفرقان: ٦٨-٧٠]

تخریج: [صحيح البخاری كتاب بدء الوحی ح:٤٤٧٧، ٦٠٠١، ٦٨١١، ٧٥٣٢، صحيح مسلم ح:٢٦٧، ٢٦٨، سنن أبی داوٗد ح:٢٣١٢، مسند أحمد ح:٣٦١٢، ٤٤١١، صحيح ابن حبان ح:٤٤١٥، مسند البزار ح:١٩٤٩، سنن نسائی الكبری ح:٣٤٦٤، ١١٣٠٤، مسند أبی يعلى ح: ٥٠٩٨، ٥١٦٧]

ترجمہ: ''جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسالت مآب ﷺ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کی شریعت میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ کے لیے کسی ہمسر کا عقیدہ رکھے، جبکہ اسی نے تجھے پیدا فرمایا ہے۔'' میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کر دے کہ تیرے ساتھ کھائے گا۔'' میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا گناہ شدید تر ہے؟ ارشاد فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی پڑوسن سے بدکاری کرے۔'' پھر اللہ پاک نے اس فرمانِ نبوی کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:

''(بیحد رحمت والے اللہ کے خاص بندے......) اور وہ جو اللہ پاک کے ساتھ کسی کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر

نہیں پکارتے اور ایسے کسی فرد کو ہلاک نہیں کرتے جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہے، مگر شرعی حق کے ساتھ۔ اور جوزنا نہیں کرتے۔ اور جو کوئی ان گناہوں کا ارتکاب کرے، بہت بڑا گناہ پائے گا۔ اسے روزِ قیامت دوگنا عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، جس میں وہ ہمیشہ ذلت ورسوائی کے ساتھ رہے گا۔ سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں، ایمان لائیں اور نیک اعمال انجام دیں، تو انہی لوگوں کی برائیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نیکیوں سے تبدیل فرمائے گا اور اللہ پاک خوب مغفرت فرمانے والا اور بہت رحمت فرمانے والا ہے۔''

راوی: عبداللّٰه بن مسعود بن غافل الهذلي رضی اللہ عنہ، کنیت ابو عبدالرحمن تھی۔ ابتدائی دور میں چھٹے نمبر پر مشرف باسلام ہوئے۔ والدہ أمّ عبدِ اللّٰه رضی اللہ عنہا بنت عبدِ وَدّ الهذلية بھی قدیم الاسلام تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں بآواز بلند تلاوتِ قرآن کا شرف حاصل کیا۔ دونوں ہجرتیں کیں۔ مکہ میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بھائی بنا رکھا تھا، ہجرتِ مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اتنی قربت رکھتے تھے کہ آپ ﷺ کے مبارک جوتے، مسواک اور تکیہ کا انتظام آپ رضی اللہ عنہ کے ذمے تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: جب ہم یمن سے ہجرت کر آئے تو آپ ماں بیٹے کو نبی ﷺ کے ہاں بکثرت آتے جاتے دیکھ کر اہل بیت میں شامل سمجھ بیٹھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ستر سورتیں دہانِ مبارک سے سیکھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَن سرَّه أن يقرأ القرآنَ غضًّا كما نزلَ فليقرأ علىٰ قراءةِ ابنِ أمّ عبدٍ'' [الجامع الصغير وصححه الألباني ح:١٠٥٠٩] ''جو کوئی قرآن پاک کو بالکل تر و تازہ پڑھنے کا خواہش مند ہو، تو ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھ لے۔'' غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام اہم مواقع میں شرکت کی۔

رسول اللہ ﷺ سے بکثرت احادیث روایت کیں۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث روایت کیں۔ آپ کے خوشہ چینوں میں بیٹے عبدالرحمٰن وابوعبیدہ، بھتیجا عبداللہ بن عتبہ، اہلیہ زینب ثقفیہ، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، ابورافع، ابوشریح، ابوسعید، جابر، انس، ابوجحیفہ، ابوامامہ اور ابوالطفیل رضی اللہ عنہم کے علاوہ بہت سے تابعین شامل ہیں۔

رحلت نبوی کے بعد فتوحاتِ شام میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کی طرف معلم ومربی اور عمار رضی اللہ عنہ کو بطورِ گورنر بھیج کر فرمایا: ''یہ دونوں حضرت محمد ﷺ کے صحابہ میں سے منتخب شدہ ہیں، پس تم ان کی پیروی کرو۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوفہ گورنر بنا کر بھیجا۔ بعد میں معزول کر کے مدینہ بلا بھیجا تو اہل کوفہ نے آپ کو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسانے کی کوشش کرتے ہوئے ''وفادارانہ خدمات'' کی پیشکش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یقیناً امیر المؤمنین کی اطاعت مجھ پر لازم ہے، اور میں فتنے کا دروازہ کھولنے کو پسند نہیں کرتا''

آپ رضی اللہ عنہ نے ۳۲ یا ۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ وفات کی خبر سن کر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: ''آپ رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی بھی آپ کی طرح فضل وشرف والا نہیں ہے۔'' [الإصابة فی تمییز الصحابة :٤٩٥٧]

تشریح: رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اپنے محبوب ﷺ سے پوچھتے تھے: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تاکہ اس کے ذریعے اللہ رب العزت کی قربت حاصل کریں۔ اور دریافت کرتے تھے: کون کون سا گناہ شدید ہے؟ تاکہ دوسروں کو ان سے بچنے کی پرزور تلقین کریں۔

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے تین بڑے سنگین گناہوں کی نشاندہی فرمائی ہے:

(۱) شرک : یعنی اللہ پاک کی ذات وصفات میں کسی مخلوق کو جزوی مشابہ قرار دینا۔ عقیدہ توحید تمام انبیاء ورسل کا متفقہ عقیدہ ہے۔ ہر دور کی رسالت اور ہر نبی کی شریعت میں شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنا قانون مکرر بیان فرمایا کہ وہ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ گناہوں کے لیے کسی نہ کسی مرحلے میں بخشش کی امید رکھی جاسکتی ہے۔ ﴿**إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ**﴾ [النساء ٤٨، ١١٦] رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ نبوت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے سب سے پہلے یہی فرمایا کہ توحید الٰہی کا عقیدہ ''اولین فرض'' ہے اور شرک ''اولین حرام''۔

اسی دعوت پر قوم نے الصادق الأمین ﷺ کے ساتھ دشمنی شروع کردی۔ اسی تبلیغ کے ردّعمل میں انہوں نے محمد ﷺ کی چالیس سالہ صاف وشفاف حیات مبارکہ کو نظر انداز کر کے شاعر، ساحر، کاہن، مسحور، مجنون تک کہا؛ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ آخر شکست خوردہ قوم نے شرک کی مخالفت ترک کرانے کی خاطر رشوت کی پیشکش کی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس فرض کی ادائیگی پورے اعتماد اور کامیابی وکامرانی کے یقین کامل کے ساتھ جاری رکھی۔ اسی عقیدے کی خاطر میدان کارزار گرم کرائے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس نبوی مشن کو جاری وساری رکھا، حتی کہ پورے جزیرہ عرب کو مشرکین سے پاک کر کے مشرق سے مغرب تک دین اسلام کے پرچم کو سربلند کرلیا۔

اسلام دشمنوں کے تھنک ٹینک کو مسلمانوں کی قوت کا راز معلوم ہو گیا جو کہ ''عقیدہ توحید'' ہے۔ پس اس مستحکم قلعے پر سرد جنگ مسلط کر دی۔ جس کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے پاس کچھ انتہا پسند لوگ آپ ؓ کو ''حاجت روا، مشکل کشا، عالم الغیب'' کہتے ہوئے آ دھمکے۔ آپ ؓ نے انہیں ہر طرح نصیحت کی، دلائل دے کر سمجھایا، قسم اٹھا کر تردید کی؛ مگر ابن سبا کے مقلدین باز نہ آئے۔ آخر حیدر کرار ؓ نے انہیں ''کافر و مرتد'' قرار دے کر جلا دیا۔ [متفق علیه]

''شرک'' کی قباحت و شناعت کو آج کے مسلمان، خصوصاً حکمران طبقے طاق نسیان کی زینت بنا چکے ہیں۔ اگر انہیں اس کا ذرا بھی احساس ہوتا تو کفار و مشرکین کی نقالی سے شرماتے، ان سے دوستی کو عیب سمجھتے اور کافر ممالک کی غلامی کے تصور سے ہی کانپ اٹھتے۔ مسلمانوں کی اسی شرک نوازی نے دشمنانِ دین و ملت کو ظلم و ستم کے نئے نئے حربے آزمانے کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ آج کافر ''تیر'' آزما رہے ہیں اور مسلمان ''جگر''!

﴿۲﴾ قتل ناحق : رسول اللہ ﷺ نے شرک کے بعد ''قتل ناحق'' کی سنگین ترین صورت کا ذکر فرمایا۔ جب انسان درندگی سے بھی نیچے گر کر اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل کر دے۔ انسان شادی کر کے ''میاں بیوی'' بچے پیدا ہو کر ''ماں باپ'' بن جاتے ہیں۔ لیکن شیطان لعین کا بس چلے تو وہ ''باپ'' کو ''رب'' قرار دیتا ہے، اقتصادی زبوں حالی اور مہنگائی کا حوالہ دے کر بچوں کی پرورش سے متعلق سخت پریشانی میں مبتلا کرتا ہے۔ ''جاہلیت قدیمہ'' میں اسی خوف سے بچوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ ''جاہلیت جدیدہ'' میں ''ماں اور بچے کی صحت'' کے نام سے حمل روکنے کے نت نئے طریقے ایجاد ہوئے ہیں۔

''خانہ منصوبہ بندی'' کی ''ترجمانی'' جناب شوکت تھانوی نے اس طرح کی ہے:

اے مرے بچے! مرے لخت جگر پیدا نہ ہو
یاد رکھ! پچھتائے گا تو میرے گھر پیدا نہ ہو
تجھ کو پیدائش کا حق تو ہے، مگر پیدا نہ ہو
مرا ترا احسان مانوں گا، اگر پیدا نہ ہو

اے مرے بچے! مرے لخت جگر پیدا نہ ہو

ہم نے یہ مانا کہ پیدا ہو گیا ، کھائے گا کیا؟
گھر میں دانے ہی نہ پائے گا تو بھنوائے گا کیا؟
اس نکھٹو باپ سے مانگے گا کیا ؟ پائے گا کیا؟
دیکھ ، کہنا مان لے جانِ پدر ! پیدا نہ ہو

اے مرے بچے! مرے لختِ جگر پیدا نہ ہو

پالتے ہیں ناز سے کچھ لوگ کتے بلیاں
دودھ وہ جتنا پئیں اور کھائیں جتنی بوٹیاں
یہ فراغت اے مرے بچے ! تجھے حاصل کہاں؟
ان کے گھر پیدا ہو اور بن کے بشر پیدا نہ ہو

اے مرے بچے! مرے لختِ جگر پیدا نہ ہو

قتل ناحق کی متعدد صورتوں میں سے معصوم اولاد کا والدین کے ہاتھوں قتل ہو جانا انتہائی سنگین کیفیت ہے۔ یہ پلید ترین جاہلانہ طریقہ عرب کے بعض گھٹیا قبائل کے ہاں رائج تھا۔ علاقے میں رائج بے پردگی اور بدکرداری کے رسوا کن نتائج سے بچنے کی خاطر بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اکا دکا واقعات میں غربت کے خوف سے بیٹے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ معصوم بچوں کا قتل - خواہ مستقبل میں رسوائی سے بچنے کی خاطر ہو یا غربت کے خوف سے - نہایت قابل مذمت ہے، اور دونوں عذرِ لنگ بھی انتہائی قابل نفرین ہیں۔

ماں باپ بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہیں، باپ ان کی کفالت کے لیے اپنی بساط کی حد تک محنت ومشقت کرنے کا ذمہ دار ہے۔ مخلوقات کے لیے رزق کی فراہمی کے وسائل ان کے خالق و مالک مہیا فرمائیں گے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝﴾ [الاسراء ۳۱] ''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو، ہم انہیں رزق دیں گے اور تمہیں بھی دیتے ہیں۔ یقیناً ان کا قتل سنگین گناہ ہے۔''

ایک غریب شخص نے کسی عالم دین کے سامنے کثرتِ اولاد پر اقتصادی پریشانی کا اظہار کیا تو اس نے کہا:

''اپنے گھر سے ان بچوں کو نکال باہر کرو، جن کی پرورش سے ''رب العالمین'' نے انکار کر دیا ہو!''

سانحہ پشاور میں طالبان کے بھیس میں اسلام دشمنوں نے دوسروں کے بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ''جاہلیتِ جدیدہ'' کے ان دہشت گردوں کی بھیانک کارروائی ''جاہلیتِ قدیمہ'' کے ظالم والدین کے اقدام سے بھی بڑھ کر قابل نفرین ہے؛ کیونکہ ان پھول جیسے سینکڑوں طالب علموں کی کفالت ان دہشت گردوں کے ذمے تو نہیں تھی۔ جب فرمانِ نبوی کے مطابق اپنے بچوں کو ''غربت کے خوف'' سے قتل کرنا ''شرک'' کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے؛ تو اس ''خوف کے بغیر'' دوسرے لوگوں کے بچوں کا ''قتل عام'' کرنا کتنا ہولناک گناہ ہوگا! خاص طور پر جب اس کا مقصد دین اسلام کے افضل ترین حکم ''جہاد'' کو بدنام کرنا ہو! پھر اس کی سنگینی تمام حدود ِتصور سے آگے نکل جاتی ہے، جب یہ کافر ممالک کی خفیہ ایجنسیوں سے رقم بٹور کر ان کے ہاتھوں کھلونا بن جاتے ہوں!

(۳) بدکاری: ''زنا'' دین فطرت اسلام کی نظر میں اتنا شدید گناہ ہے کہ قرآن مجید میں اس کو ''شرک'' کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: **﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ج وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ○﴾** [النور ۳] ''زانی شخص زانیہ سے نکاح کرے یا مشرکہ سے، اور زانیہ عورت سے زانی شادی کرے یا مشرک۔ اور یہ اہل ایمان پر حرام کر دیا گیا ہے۔''

پس ''زنا'' اور ''شرک'' میں بڑی گہری مشابہت ہے؛ کیونکہ مشرک (زبانِ حال سے) کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ''بھی'' بندہ ہوں؛ اسی طرح زانیہ عورت زبانِ حال سے کہتی ہے کہ میں خاوند کی ''بھی'' بیوی ہوں۔ حالانکہ اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ نے تمام لوگوں پر ایک اللہ کی ''ہی'' عبادت لازم کر دی ہے اور ہر خاتون کو ایک شوہر کی ''ہی'' بیوی بن کر رہنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ پاک کے رسول ﷺ نے بن بیاہے جوانوں کو جلد شادی کرنے کا حکم دیا ہے: **''یا معشر الشباب! مَن استطاعَ مِنکم الباءَةَ فلیتزوجْ، ومَن لمْ یستطعْ فعلیهِ بالصوم فإنّهُ لهُ وِجاءٌ''** [متفق علیه] ''اے جوانو! تم میں سے جس کسی کو وسائل میسر ہوں وہ نکاح کر لے، اور جس کو اس کی استطاعت نہ ہو وہ بکثرت نفلی روزے رکھ لے، یقیناً یہ اس کی شہوت کو کنٹرول کرنے کا ضامن ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے مرد عورت ہر ایک کو ہر

قیمت پر عفت وعصمت کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ...... ﴾ [النور ۳۰-۳۱] ''مسلمان مردوں کو حکم دیجیے کہ اپنی نظروں کو پست رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے خوب پاکیزگی کا باعث ہے۔ بیشک وہ جو کچھ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور مؤ منہ خواتین کو حکم دیجیے کہ نگاہوں کو پست رکھیں، اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زیب وزینت کو ظاہر نہ کریں' سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اپنی چادروں کو گریبانوں پر ڈال کر باپردہ رہیں......''

یہ سارا اہتمام' انسانی شرف اور نسل کی ''حفاظت کی بنیاد'' ہے: کیونکہ ان میں کوتاہی سے عفت وعصمت شدید خطرے سے دوچار ہو جاتی ہے۔ اور اس بنیاد کی سنگِ بنیاد ''عقیدہ توحید'' ہے۔ جب تک انسان اپنے رب کا سچا بندہ اور اپنے نبی ﷺ کا سچا امتی نہ ہو' دنیا کی کوئی طاقت اسے شرفِ انسانی کی حفاظت پر مجبور نہیں کر سکتی۔

''عقیدۂ توحید'' میں نقص کی وجہ سے یہود ونصاریٰ دین سے دور ہو گئے۔ خود ساختہ قوانین کے ذریعے لوگوں کو اخلاقی جرائم سے باز رکھنے کی ساری کوششیں ناکام ونامراد ہو گئیں۔ اپنی اصلاح سے بالکل عاجز آ کر شراب، زنا اور سود کو جائز قرار دیا گیا۔ چہ عجب کہ قتل، چوری وغیرہ پر نرم سزائیں مقرر کرنا بھی ان جرائم کو جائز کرنے کی تمہید ہو!! اب ہمارے دینی دشمن ''حسد'' کے مارے اہل اسلام کو خراب کرنے پر تل گئے ہیں۔ اپنے چیلوں کے ذریعے ''عقیدۂ توحید'' میں نقب زنی کے بعد مسلمانوں کی نسل کو تباہ کرنے کے لیے یہ دشمنانِ انسانیت خاندانی منصوبہ بندی، جمہوری قوانین، حقوقِ انسانی، الیکٹرانک میڈیا، موبائل کلچر، نت نئے فیشن وغیرہ بہت سے وسائل استعمال کر رہے ہیں۔

اسلام ہی انسانی فطرت کا پاسبان ہے۔ دین ''اسلام'' میں ''زنا'' کی سنگینی بہت شدید ہے، اختلاطِ نسل اس کی شدت میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔ کسی اور فریضے کی پامالی بھی شامل ہو جائے تو اس کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے۔ جس کی ایک کیفیت زیر درس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ انسان اپنی پڑوسن کے ساتھ بدکاری کرے۔ اس ''گناہ عظیم'' میں ''پڑوسی کے حقوق کی پامالی'' بھی شامل ہو کر اسے دوآتشہ کر دیتا ہے۔